

بسم اللہ حامدا و مصلیا

مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

فضائل اعمال (یا تبلیغی نصاب) کے مصنف سے کون واقف نہیں۔ یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی وفات 25 مئی 1982ء میں ہوئی۔ حضرت بہت بڑے عالم تھے حدیث کی کتاب موطا امام مالک کی شرح اوجز المسالك لکھی اور صحیح بخاری کے تراجم الابواب لکھے اور تصوف کی لائن میں آپ قطب العالم معروف ہیں۔ سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم میں سہا لہا سال حدیث پڑھاتے رہے پھر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پا کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ برصغیر ہندو پاک ہی نہیں بلکہ عالم عرب میں بھی حضرت کی ایک بڑے محدث اور ولی کی حیثیت سے شخصیت مسلم تھی۔ آپ عقائد کے اعتبار سے یکے اہلسنت تھے اور اعمال میں سنت پر بڑی مضبوطی سے قائم تھے اور بدعات سے سخت متنفر تھے۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ حضرت کی سوانح میں لکھتے ہیں۔

”اسی طرح وہ (یعنی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ) مسلک توحید و اتباع سنت و رد بدعات کے شدت سے حامی و محافظ تھے جو ان کو وراثتاً و تعلیماً و تربیتاً اپنے اسلاف و اساتذہ و مشائخ سے ملا تھا۔ (حضرت کے اپنے استاد اور شیخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بدعات کے رد میں براہین قاطعہ کے نام سے ایک کتاب لکھی جو آج بھی اپنے موضوع پر اہم دساویز ہے)۔ عملی بدعات

مثلاً 12 ربیع الاول کے میلادی جلسہ اور عرس کے بارے میں حضرت کا رویہ یوں لکھتے ہیں۔ ”بعض حضرات نے بزرگان دین کے عرسوں کو دوبارہ قائم کرنے کو مفید سمجھا..... شیخ کو جب اس طرح کی اطلاعات ملیں تو ان کے دل کو بڑی چوٹ لگی اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

”اللہ کی شان انقلابات زمانہ اور اپنے اعمال بد کے ثمرات دیوبندی جماعت جو عرس کے بند کرنے کی ہمیشہ ساعی رہی اب وہ عرسوں کو فروغ دینے والے بن گئے۔ جس شخص کے بڑے نظام الدین کے عرس کے زمانے میں بستی بھی چھوڑ دیا کرتے تھے ان کا ناخلف یہ سوچتا ہے کہ اس موقع پر جایا جائے۔

ایک مرتبہ شیخ نے ایک عالم اور بزرگ کے متعلق سنا کہ وہ 12 ربیع الاول کے ایک میلادی جلسہ میں شرکت فرمانے والے ہیں شیخ نے اس پر اس ناچیز کو لکھا ”ابھی چند روز ہوئے اخبار میں 12 ربیع الاول کے میلادی جلسہ میں..... کی شرکت کا وعدہ پڑھا۔ جب سے سوچ میں ہوں کہ جس چیز پر اکابر نے ایسے ایسے خم ٹھونکے وہ ایسی بن گئی کہ اخبار جمعیت تو گویا اس کے پروپیگنڈہ کے لیے وقف ہو گیا۔ (ص 211 سوانح حضرات شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ)

تمہید

ایسے عالم ربانی، ولی کامل اور قطب عالم کے پرانے اور خاص متعلقین میں سے ایک صاحب جناب صوفی اقبال صاحب تھے جن کو حضرت کی طرف سے تصوف کی لائن میں اجازت بھی حاصل تھی۔ جناب صوفی اقبال صاحب پر یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نوازش تھی لیکن نہ جانے کیا اسباب بنے کہ حضرت قطب عالم مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد صوفی اقبال صاحب نے مکہ مکرمہ میں رہنے والے ایک پکے بدعتی پیر محمد علی مالکی سے تعلق جوڑ لیا جو اپنے مشرکانہ عقائد کی وجہ سے بھی اہل سنت سے یقیناً خارج

ہیں۔ صوفی اقبال صاحب کے ساتھ ہی حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اور خلفاء جن کا صوفی اقبال صاحب سے خاص تعلق تھا مثلاً مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور مولانا عزیز الرحمن صاحب اور حافظ صغیر احمد صاحب وغیرہ ان سب نے بھی صوفی صاحب کے ساتھ موافقت کی اور نتیجہ میں یہ سب حضرات راہ راست سے بھٹک گئے۔ محمد علوی کے مسلک سے متفق ہو کر سب اس کام پر لگ گئے کہ اہل بدعت کو بھی اہل سنت میں سے ثابت کریں اور بدعات کو جائز قرار دیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ان حضرات نے نہ صرف یہ کہ دین کے اصول و ضوابط کو یکسر نرا انداز کیا بلکہ حق و ناحق کی تمیز بھی اٹھا دی اور اپنے شیخ قطب عالم حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ پر بھی بدعات کے بہتان باندھنے سے گریز نہ کیا اور حافظ صغیر احمد صاحب نے تو اس کی خاطر ایک نئے دین کی بنیاد ہی رکھ دی ہے۔ آگے ہم اختصار کے ساتھ اس کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں۔

اہلسنت والجماعت کا کیا مطلب ہے؟

ایک حدیث میں ہے کہ ”نبی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اور یہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کونسا فرقہ ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا جو میرے اور میرے صاحبہ کے طریقے پر ہوگا۔“

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ملت اسلام کے اندر رہتے ہوئے لوگ مختلف قسم کی اعتقادی گمراہیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان اعتقادی گمراہیوں کی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گے اگرچہ اسلام کی وجہ سے بالآخر جہنم میں سے نکال لیے جائیں گے۔ البتہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے عقیدوں پر رہیں گے وہ جنت میں جائیں گے الا یہ کہ ان کو اپنے برے اعمال کی سزا بھگتنے کے لئے کچھ عرصہ جہنم میں جانا

پڑے۔ غرض برے اعمال کی وجہ سے تو ہر کسی مسلمان کو جہنم میں بھیجا جاسکتا ہے لیکن جو لوگ بظاہر اچھے عمل کرتے رہے۔ نمازیں پڑھتے رہے، روزے رکھتے رہے اور خدمت خلق کرتے رہے لیکن عقیدے کی گمراہی میں مبتلا رہے تو اس کی وجہ سے بھی ان کو جہنم میں جلنا پڑے گا۔

وہ فرقہ جو صحیح عقیدوں پر ہو اہلسنت والجماعت کہلاتا ہے اور دوسرے بدعتی اور گمراہ فرقے کہلاتے ہیں۔ جس فرقے کے عقیدے صحیح ہوں وہ اہلسنت والجماعت ہے اور جس کے عقیدے صحیح نہ ہوں وہ اہل سنت والجماعت نہیں ہے بلکہ اہل بدعت ہے خواہ وہ بذات خود دعویٰ کرتا ہو کہ وہ اہلسنت والجماعت ہے۔

اہلسنت والجماعت کا مطلب ہے نبی ﷺ اور صحابہ کے طریقے والا۔

محمد علوی مالکی کون ہیں اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

یہ صاحب مکہ مکرمہ کے رہنے والے ایک عرب علمی گھرانے کے فرد ہیں۔ ان کے والد اور دادا دونوں ہمارے برصغیر کے اہل بدعت کے امام یعنی احمد رضا خان صاحب کے بیٹے مصطفیٰ رضا خان کے خلیفہ تھے اور محمد علوی خود احمد رضا خان صاحب کے شاگرد ضیاء الدین قادری بریلوی کے خلیفہ ہیں۔ غرض محمد علوی مالکی صاحب اہل بدعت کے پروردہ اور تربیت یافتہ ہیں اور عقائد میں سو فیصد برصغیر کے بدعتی فرقہ بریلوی کے ساتھ شریک ہیں۔

محمد علوی نے اپنے عقائد کا اظہار سب سے پہلے اپنی کتاب الذخائر المحمدیہ اور حول الا حتفال بذکری المولد النبوی الشریف میں کیا۔ ان کتابوں میں موجود مشرکانہ اور گمراہ عقائد کی جب مکہ مکرمہ کے ایک عالم اور قاضی شیخ عبداللہ بن سلیمان اور بعض دیگر علماء نے 1403ھ میں نشاندہی کی تو 1405ھ میں محمد علوی مالکی نے ان لوگوں کے جواب میں ایک کتاب مفاہیم یجب ان تصحیح لکھی

جس کا ترجمہ حافظ صغیر احمد صاحب کے بیٹے مولوی انیس احمد نے اصلاح مفاہیم کے نام سے کیا اور وہ شائع بھی ہوا۔ اصلاح مفاہیم بھی شرک و بدعات سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ کوئی پانچ سال پہلے کی بات ہے محمد علوی صاحب پروفیسر طاہر القادری کے بلائے ہوئے مشائخ کنونشن میں جو کہ اہل بدعت بریلوی حضرات کا مجمع تھا شریک ہوئے اور وہاں یہ کہا ”ہم لوگ عالم ارواح میں ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں اس لیے یہاں بھی (یعنی طاہر القادری کے کنونشن میں) یہ محبت دکھائی دے رہی ہے“ (حق چار یار ص 15 فروری 1996ء) اور یہ بھی کہا ”ان (یعنی طاہر القادری) پر حضور ﷺ کا لطف و کرم اور نظر عنایت ہے جو اللہ تعالیٰ کی جملہ نعمتوں کے قاسم و مختار ہیں“۔ (حق چار یار ص 16 فروری 1996ء)

محمد علوی مالکی کے مشرکانہ عقائد

- 1- نبی ﷺ کو ہر شے کا علم دیا گیا یہاں تک کہ روح کا بھی اور پانچ غیب کی باتوں کا بھی جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ان اللہ عنده علم الساعة محمد علوی لکھتے ہیں و اوتی علم کل شئی حتی الروح الخمس التي فی آية ان اللہ عنده علم الساعة (الذخائر الحمدیہ ص 205) حالانکہ یہ پانچ غیب کی باتیں وہ ہیں جن کے بارے میں خود اسی آیت میں تصریح ہے کہ ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔
- 2- علم غیب کا مطلب یہ ہے کہ ذات کو ایسی قوت حاصل ہو جائے کہ وہ کسی بھی واسطے کے بغیر یعنی حواس، عقل اور وحی کی تعلیم کے بغیر کسی بھی شے کو معلوم کر سکے۔ محمد علوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب دیا گیا تھا اور وہ بہت کھل کر یوں لکھتے ہیں۔ و کم من امور جاء ما يدل علی انها حق اللہ سبحانه تعالیٰ و لکنه سبحانه و تعالیٰ من بها علی نبیه ﷺ و غیره..... فمنها علم الغیب (مفہیم بموجب ان صح ص 83)

کتنے ہی امور ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا (خاص) حق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بھی اور دوسروں کو بھی احسان کے طور پر عطا فرمائے..... ان میں سے ایک علم غیب ہے۔

3- محمد علوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اس لیے لکھتے ہیں روحانیۃ المصطفیٰ ﷺ حاضرة فی کل مکان فہی تشهد اماکن الخیر و مجالس الفضل (الذخائر المحمديہ: ص 259)

حضرت محمد ﷺ کی روحانیت (یعنی روح مبارکہ) ہر جگہ موجود ہے لہذا وہ خیر کی جگہوں اور فضل و ذکر کی مجالس میں حاضر ہوتی ہے۔

4- محمد علوی صاحب کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے تمام خزانے نبی ﷺ کو عطا فرمادیئے اور اب آپ ﷺ ہی مخلوق میں رزق تقسیم کرتے ہیں لکھتے ہیں۔ فکل الرزاق من کفہ (تمام رزق رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں ہی ملتے ہیں) (الذخائر المحمديہ ص 110)

5- محمد علوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے فقر، مرض، بلا وغیرہ کو دور کرنے کی قدرت دی ہوئی تھی۔ انما هو باذن اللہ و امرہ و قدرتہ آپ ﷺ یہ فریاد رسی اللہ کے حکم اور اللہ کی دی ہوئی قدرت سے کیا کرتے تھے (مفہیم يجب ان تصح: ص 191)

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ محمد علی صاحب کے عقائد مشرکانہ ہیں اور وہ اہلسنت سے یقیناً خارج ہیں۔

صوفی اقبال صاحب

(1) صوفی اقبال صاحب اور محمد علوی مالکی

محمد علوی صاحب کے مذکورہ بالا مشرکانہ عقائد ہونے کے باوجود صوفی اقبال

صاحب اپنی ایک تحریر جس کا عنوان ہے ”ایک مغالطہ اور شرارت کی وضاحت“ اس میں لکھتے ہیں۔

”حضرت شیخ الحدیث صاحب کے بعد وقت کے ایک قطب نے میری سرپرستی فرمائی اور اجازت دی“ (14 ربیع الثانی 1419ھ) صوفی صاحب کا ایک بدعوتی اور اہلسنت سے خارج پیر کو وقت کا قطب کہنا ایسی غلط بات ہے جو محتاج بیان نہیں۔

(2) صوفی اقبال صاحب اور اصلاح مفاہیم

پھر جیسے پہلے ذکر ہوا محمد علوی صاحب کی ایک کتاب ہے جس کا ترجمہ اصلاح مفاہیم کے نام سے کرایا گیا ہے اور جیسا کہ ترجمہ کرنے والے مولوی انیس احمد نے لکھا ہے حافظ صغیر احمد صاحب صوفی اقبال صاحب اور عبدالحفیظ کی صاحب کے بار بار کہنے پر ترجمہ کیا گیا (اصلاح مفاہیم: ص 14)

اس کتاب کی حقیقت جاننے کے لئے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔
i- اور یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ بذات خود ان امور (یعنی لوگوں کے فقر و مرض بلاء و قرض و بے بسی کی حالت ختم کرنے) کو نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ کے حکم اور اللہ جل شانہ کی عطا کردہ قوت و قدرت سے پورا فرما دیا کرتے تھے (ص 201)

ii- حدیث کے مضمون کو بالکل بدل کر اور تحریف کر کے لکھتے ہیں۔
”آپ ﷺ نے ایک نابینا صحابی اور مرگی والی عورت کو فرمایا یا تو مصیبت پر صبر کر لو تو جنت کی ضمانت دیتا ہوں یا مصیبت کو فوراً ختم کیے دیتا ہوں“ (ص 201)
حالانکہ آپ ﷺ نے اس عورت کو یہ فرمایا تھا ان شئت صبرت و لك الجنة و ان شئت دعوت الله ان يعافيك یعنی اگر تم چاہو تو صبر کر لو اس پر

تمہارے لیے جنت ہوگی اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ تمہیں صحت و عافیت عطا فرمادیں۔

اسی طرح نابینا صحابی جن کی آنکھ ایک حادثہ میں باہر آگئی تھی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ان شئت رد د تھا و دعوت اللہ یعنی اگر تم چاہو تو میں تمہاری آنکھ کے ڈھیلے کو اس کی جگہ رکھ کر اللہ سے دعا کروں کہ وہ اس کو صحیح کر دیں۔

iii- ”اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی ﷺ کو علم غیب بہت سکھایا تھا۔“ (ص 66)

محمد علوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں ان مشرکانہ عقائد کو بیان کرنے میں طول طویل کلام کیا ہے اور یہ باتیں بنیادی عقائد میں سے ہیں لیکن اس کے باوجود صوفی اقبال صاحب محمد علوی اور ان کی اس کتاب کے بارے میں جناب احمد عبدالرحمن صدیقی کے نام سے لکھتے ہیں (یہ تحریر صوفی صاحب ہی کی ہے احمد عبدالرحمن صاحب کی نہیں اس کے بارے میں خود احمد عبدالرحمن صاحب کا بیان پڑھیں جو رسالہ حق چار یار کے اکتوبر نومبر 1994ء میں ص 53 پر تحریر ہے)۔

”زیر نظر کتاب اس دور کے عظیم عالم اور بہترین مصنف، عرب و عجم کے مشہور اسلامی مفکر فضیلۃ الاستاذ الکبیر المحقق والداعیہ الاسلامی المحب للہ تعالیٰ و لرسولہ ﷺ السید محمد بن علوی المالکی الحسنی خادم العلم و اہلہ بالحرمین الشریفین دامت برکاتہم کی ایک قابل فخر عربی کتاب مفہیم یجب ان تصحیح کا ترجمہ ہے۔ جن خیالات و نظریات کا مصنف موصوف دامت برکاتہ نے تجزیہ کیا ہے وہ بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں..... بلاشبہ یہ مسائل فروعی و نظری ہیں اور ان میں اختلاف بھی رہا ہے بنیادی ضروریات دین سے انکا کوئی تعلق نہیں۔“

ان مسائل کو اب نہایت مدلل طور پر حق و صداقت کے ساتھ کتاب مفہیم
”کتاب ان تصحیح میں بیان کیا گیا ہے“۔ (ص 11-12)

جب کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور
عالم جلیل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا محمد علوی اور ان کی
کتاب کے بارے میں تبصرہ یہ ہے ”کتاب کے بعض مباحث تو بڑے ایمان افزا ہیں مگر
جناب مصنف نے جگہ جگہ محمل میں ٹاٹ کی پیوند کاری کی ہے اور شکر میں اپنے منفرد افکار
و مفاہیم کا زہر ملایا ہے۔ لہذا کتاب کے بارے میں اس ناکارہ کی رائے جناب محترم
مولانا الحاج الحافظ مفتی عبدالستار دام مجدہ (صدر مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان) کے ساتھ
متفق ہے۔ یہ کتاب ہمارے اکابر دیوبند کے مسلک و مشرب کی ہرگز ترجمان نہیں۔ اور
اس سے امت کے درمیان اتحاد و اتفاق کی جو امیدیں وابستہ کی گئی ہیں وہ نہ صرف
موہوم بلکہ معدوم ہیں۔ اس کے برعکس اس ناکارہ کا احساس یہ ہے کہ امت تو امت یہ
کتاب ہمارے احباب کے درمیان منافرت و مغایرت اور تشنت و انتشار کی موجب ہو
گی۔ اگر کتاب کے ترجمہ اور اس کی اشاعت سے قبل اس ناکارہ سے رائے لی جاتی تو یہ
ناکارہ نہ ترجمہ کا مشورہ دیتا نہ اشاعت کا (ص 30 بینات جون 1995ء)

”جناب علوی مالکی صاحبین نے بھی زیر گفتگو کتاب ”مفہیم“ میں اپنا ایک
خاص رنگ بھرا ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کر چکا ہوں یعنی اپنے موقف سے اختلاف
رکھنے والوں کو کم عقل، کم فہم، تنگ نظر، جاہل، بد فہم اور معنت سمجھنا“۔ (بینات جون
1995ء)

”اصلاح مفہیم“ کے مضامین سے اس ناکارہ کو اتفاق نہیں اور یہ ہمارے
اکابر حضرت قطب العالم گنگوہی نور اللہ مرقدہ سے لے کر ہمارے شیخ برکتہ العصر قطب
العالم قدس سرہ تک کے مذاق و مشرب کے قطعاً خلاف ہے۔“ (ص 45 بینات جون

(1995ء)

3- صوفی اقبال صاحب کی ایک اور خطرناک غلطی: اہل بدعت کو اہل سنت میں شمار کرنا

اصلاح مفاہیم کے ص 11 پر جناب صوفی اقبال صاحب لکھتے ہیں۔

”کچھ عرصہ قبل یہاں ہندو پاک میں اہل السنۃ والجماعت ہی میں دو گروہ (دیوبندی، بریلوی) بن گئے۔ مسلک و مشرب کے لحاظ سے اگرچہ ان میں کچھ اختلاف تھا لیکن آہستہ آہستہ یہی لفظی و فروعی اختلاف بعد میں اعتقادی اختلاف کی صورت اختیار کر گیا اور کچھ مسائل مثلاً ندائے غیر اللہ (مثلاً یا رسول اللہ کہنا) مجلس مولود شریف، ایصال ثواب، عرس اولیاء کرام اور توسل وغیرہ میں اس درجہ کے عملی و اعتقادی منکرات شرعی شامل ہو گئیں کہ خود ان کے حامی علماء کرام بھی اس شکل میں اس کے قائل نہیں تھے.....“

جناب صوفی صاحب نے خود ہی دیوبندی، بریلوی کی بات چھیڑ دی ہے اور دونوں کو اہل سنت کے گروہ بتایا ہے اور ان کے بارے میں بعض فروغی اور غیر بنیادی مسائل کے اختلاف کو ذکر کیا ہے حالانکہ دیوبندی وہ ہیں جو قصبہ دیوبند میں قائم مدرسہ عربیہ کے علماء کے عقائد کے ساتھ متفق ہیں جب کہ بریلوی احمد رضا خان بریلوی کے عقیدوں کے ساتھ متفق ہیں۔

دیوبندی دنیا بھر کے دوسرے مسلمانوں کی طرح اہلسنت والجماعت ہیں جب کہ احمد رضا خان بریلوی اور ان کے ہم عقیدہ اہلسنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ عقائد کے اعتبار سے بھی یہ ایک بدعتی فرقہ ہے۔ ہم یہاں احمد رضا خان بریلوی کے کچھ موٹے موٹے عقیدے لکھتے ہیں جن سے آپ کو پتہ چلے گا کہ ان کا اہلسنت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

احمد رضا خان کا پہلا عقیدہ: رسول اللہ ﷺ کو مختار کل ماننا

احمد رضا خان اپنی کتاب الامس والعلیٰ میں لکھتے ہیں۔

”احکام شریعت حضور سید عالم ﷺ کو سپرد ہیں۔ جو بات چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں“

اپنی کتاب برکات الامداد میں لکھتے ہیں:

”حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی مرادیں سب حضور ﷺ کے اختیار میں ہیں۔“

احمد رضا خان کے خاص شاگرد امجد علی اپنی کتاب بہار شریعت میں لکھتے

ہیں:

”حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہاں حضور ﷺ

کے تحت تصرف کر دیا گیا (یعنی آپ کے اختیار و استعمال میں دے دیا گیا) جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں۔ جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السماوات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان۔ جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں“۔ (بہار شریعت حصہ اول)۔

احمد رضا خان اور ان کے پیروکاروں کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر

خلاف ہے۔ دیکھئے قرآن پاک میں ہے:

قل انی لا املک لکم ضر اولاً رشدًا.

”آپ کہہ دیئے کہ بے شک میں اختیار نہیں رکھتا تمہارے کچھ نقصان کا نہ فائدہ کا“۔

اسی وجہ سے حضرت مفتی کفایت اللہ جن کی مشہور کتاب تعلیم الاسلام ہے لکھتے ہیں۔ ”(احمد رضا خان وغیرہ کا) یہ عقیدہ سراسر قرآن و حدیث اور شریعت مقدسہ کی تعلیم کے خلاف ہے اور ضلالت و گمراہی کی تعلیم ہے۔ حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل اور اعلم ہیں۔ لیکن فرائض کو معاف کر دینا، حلام کو حرام کر دینا، جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہونا یہ کوئی بات قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔“ (کفایت المفتی ج 1 ص 85)۔

احمد رضا خان کا اہلسنت کے مخالف دوسرا عقیدہ:

علم غیب اور ہر ہر ذرہ کا علم رسول اللہ ﷺ کے لیے ماننا

احمد رضا خان اس بارے میں یوں لکھتے ہیں: ”روز اول سے روز آخر تک سب ماکان و مایکون انہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کو بتایا“۔ (انبیاء المصطفیٰ) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ ہمیش سے لے کر قیامت کے دن تک ذرے ذرے کے واقعات و حالات بتا دیئے گئے۔ یعنی اس مدت سے متعلق جتنا علم اللہ تعالیٰ کو ہے وہ سارا کا سارا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے دیا ہے اسی کو ایک اور جگہ احمد رضا خان نے یوں لکھا:

”ہمارے حضور..... کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون

الیوم القيامة جميع مندرجات لوں محفوظ کا علم دیا“۔ (انباء المصطفیٰ)

”جھوٹ اور کوئی سرکاری میں جنہیں دل کے ارادوں، خطروں، قلوب کی

خواہشوں اور نیّتوں پر اطلاع ہے جن سے اللہ عزوجل نے ماکان و مایکون کا کوئی ذرہ نہیں چھپایا۔ (حدائق بخشش حصہ سوم)

احمد رضا خان کے خاص شاگرد امجد علی اپنی کتاب بہار شریعت میں لکھتے ہیں ”اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی۔ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔“

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کہتے ہیں۔

”عقیدہ کرنا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب غیب کو جانتے تھے شرک قبیح و جلی ہو وے گا معاذ اللہ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدہ فاسد سے نجات دیوے آمین۔ پس ایسے عقیدے والا مشرک ہوا۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص 66)

احمد رضا خان کا اہلسنت کے مخالف تیسرا عقیدہ:

رسول اللہ ﷺ کو حاضر ناظر ماننا

قرآن پاک کی آیت ہے انا ارسلناک شاہدا (سورہ فتح)

اس کا ترجمہ احمد رضا خان نے یہ کیا ہے ”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و

ناظر“

جب کہ فقہ حنفی کی کتاب بحر رائق میں ہے ”اگر اس طرح نکاح کیا کہ دو گواہوں کی جگہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو (حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کی بنا پر) گواہ بنالیا تو گواہوں کی شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے نکاح نہ ہوگا اور نبی ﷺ کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے وہ شخص کافر ہو جائے گا۔“

جناب صوفی اقبال صاحب سے احمد رضا خان صاحب اور ان کے پیروکاروں کے یہ عقائد مخفی نہ تھے لیکن محمد علوی جیسے بدعتی پیر سے انہوں نے کیا تعلق جوڑا کہ ان کی فکر ہی بدل گئی بلکہ دنیا ہی پلٹ گئی۔ اہل بدعت اہلسنت بن گئے اور جو چیزیں

اصل سے ہی بدعت اور ناجائز تھیں وہ بدعت نہ رہیں اور جائز ہو گئیں فی اللعجب!

4- اور صوفی صاحب کی یہ ساری باتیں ان کے اس دعویٰ کے ساتھ ہیں کہ: ”اکابرین حضرت گنگوہیؒ کے جانشین اور جانشینوں کی طویل حق صحبت سے صرف ان کے مزاج اور اعمال کا مشاہدہ ہی نہیں کیا بلکہ ان کے علوم کا مجھے اوروں سے زیادہ وافر حصہ عطا فرمایا گیا ہے..... اس سے آگے یہ بھی عرض ہے کہ اب بھی ان اکابرین (یعنی جو دنیا سے جا چکے ہیں ان) کی اجازت سے قدم اٹھاتا ہوں اور اس سے اوپر (یعنی رسول اللہ ﷺ) سے بھی تائید کے بعد کوئی کام کرتا ہوں“ (حق چار یار ص 29/30 جنوری 1995ء)

مولانا عزیز الرحمن صاحب اپنے ایک مکتوب میں جناب صوفی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم اس طرح فنا فی الشیخ ہیں جس طرح حضرت اقدس گنگوہی تھے۔ آپ اپنے شیخ کی آرزو کے مطابق اس مبارک کام پر حریص ہیں اور جس طرح حضرت شیخ روضہ اقدس علی صاحبہا الف الف صلوة و سلام سے تائید و اجازت سے اپنے اسفار کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے فیصلے روضہ شریف سے ہوتے ہیں اور مولانا عبدالحفیظ میری کنجی ہیں“ حضرت صوفی زید مجدہم کے اسفار بھی اسی طرح ہوتے ہیں۔“ (حق چار یار ص 30 جنوری 1995ء)

غرض صوفی اقبال صاحب کا دعویٰ بھی یہ ہے کہ ان کو اپنے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے اور حضرت رسول اکرم ﷺ سے ان کے ان تمام کاموں کی اجازت اور تائید حاصل ہے۔ اگرچہ صوفی صاحب بھی انتقال کر گئے ہیں لیکن ہم ان کے پیروکاروں اور ان کے ہم مسلکوں سے ہی یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ حد ادب سے تجاوز کر رہے ہیں خبردار

ادب گاہست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

حافظ صغیر احمد صاحب

1- حافظ صغیر صاحب اور محمد علوی مالکی

محمد علوی صاحب کی کتاب کا مولوی انیس احمد کو ترجمہ کرنے پر اصرار کرنے والوں میں حافظ صغیر صاحب بھی شامل ہیں اور خیر سے مولوی انیس احمد انہیں کے صاحبزادے بھی ہیں۔ باپ بیٹے نے مل کر مشرکانہ عقائد اور بدعات کی ترویج میں خوب حصہ لیا ہے۔ یہ صاحبزادے محمد علوی صاحب کی شان یوں بیان کرتے ہیں۔

”میرے استاذ محترم فضیلۃ الشیخ محدث کبیر عالم نبیل مؤلف کتاب سید محمد بن علوی الحسنی المالکی“ (اصلاح مفاہیم ص 14)

نیز لکھتے ہیں ”کچھ عرصہ قبل محدث کبیر شیخ الحرمین عالم جلیل استاذ محترم سید محمد بن علوی المالکی الحسنی اپنی اس عظیم کتاب پر اکابر علماء پاکستان کی تقاریر کے سلسلہ میں پاکستان تشریف لائے۔ (اصلاح مفاہیم ص 14)

جناب صوفی اقبال صاحبین نے جو راہ اپنے لیے اختیار کی اپنے کاموں میں اپنے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے اجازت لینا اور رسول اللہ ﷺ سے تائید حاصل کرنا حافظ صغیر احمد صاحب نے بھی اسی راہ کو اختیار کیا بلکہ یہ تو صوفی صاحب سے بھی بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ صوفی صاحب تو پھر بھی یہ کہتے ہیں ”یہ معاملہ چونکہ ظنی ہوتا ہے اس لیے میرے پاس اس کی میزان ان (اکابرین) کی زندگی اور حیات ہی کا عمل اور ان کے خیالات ہی ہیں۔ میزان (اکابرین) کے حقیقی صحبت یافتہ اور فیض یافتہ احباب کی تصدیق ہوتی ہے۔“ (حق چار یار: ص 30 جنوری 1995ء)

لیکن حافظ صغیر احمد صاحب تو ایسے کسی تکلف کے قائل نہیں۔ ان کا یہ رابطہ تو ایک نئے دین کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے ”حافظ صغیر احمد صاحب 3 فروری 1998ء کے اپنے ایک مکتوب میں اپنے ایک عقیدتمند کو لکھتے ہیں۔ یہ مکتوب ہمیں ہمارے مدرسہ کے ایک طالب علم نے دیا۔ اس مکتوب کی فوٹو بھی اگلے صفحہ پر موجود ہے۔

”یہ بات ہو یا اور زندگی کی سب ہم تک ہزاروں واسطہ کے بعد پہنچی ہیں یعنی صاحبہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر ہم تک پہنچنے میں ہزاروں واسطے ہیں۔

گزشتہ دو سال میں مختلف مراحل سے گزار کر اب جس جگہ اللہ کریم جل شانہ نے محض اپنے لطف و کرم اور فضل سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے نظیر و بے نہایت نگاہ شفقت اور ان کے محبوب شیخی و مرشدی حضرت صاحب سرنبی نور اللہ مرقدہ..... کے واسطہ سے رابطہ عطا فرمایا ہوا ہے۔ اس پر غور فرمائیے کہ کیسا بے مثال رابطہ ہے۔ اس کائنات میں اپنی مثال آپ ہے۔

گزشتہ دو سال میں مختلف مراحل سے گزار کر اب جس جگہ اللہ کریم جل شانہ نے محض اپنے لطف و کرم اور فضل سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے نظیر و بے نہایت نگاہ شفقت اور ان کے محبوب شیخی و مرشدی حضرت صاحب سرنبی نور اللہ مرقدہ..... کے واسطہ سے رابطہ عطا فرمایا ہوا ہے۔ اس پر غور فرمائیے کہ کیسا بے مثال رابطہ ہے۔ اس کائنات میں اپنی مثال آپ ہے۔

اس سوچئے کہ حضرت کی طرف سے (یعنی مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے) جس شعبہ یا معاملہ میں جو ہدایات آتی ہیں وہ کیا حضرت ہی کی طرف سے ہوتی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں..... میرے محترم..... صاحب سرنبی میں راز یہ ہے یعنی مطلب یہ

ہے کہ حضور پر نور..... کے قلب اطہر و منور پر جو کچھ وارد ہوتا ہے وہ صاحب سرنبی کے قلب مبارک میں معکس ہو جاتا ہے گویا شیخ و ہیں کچھ فرماتے ہیں جو (رسول اللہ ﷺ کے) دربار عالی سے منشا مبارکہ ہوتا ہے اور ان کا منشا مبارکہ خالق کل قادر و مقتدر احکم الحاکمین اللہ کریم جل شانہ عم نوالہ کا ہی منشا ہوتا ہے۔

اب سے پہلے والے ہمارے عمل کا مدار ہزاروں واسطوں پر یقین کرنے پر تھا اور اب صرف ایک دو واسطہ میں یعنی اللہ کریم جل شانہ عم نوالہ کی منشاء مبارکہ کا علم ایک دو واسطوں سے عطا ہو رہا ہے۔ پھر کیا وجہ کہ ان پر عمل کرنے پر طبیعت میں تذبذب، تجسس، بوجھ اور ناگواری کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جب ہم بال بچے ان کے لئے (ان کے یعنی اللہ کے حکم پر) پال رہے ہیں کاروبار ان کے حکم پر ان کے لیے کر رہے ہیں اور جتنے بھی کام ہیں خواہ عبادت کی لائن کے ہوں یا معاشرت کی لائن کے ہوں ان کے لئے کر رہے ہوں مگر جب معمول سے ہٹ کر ہدایات آجائیں تو پھر بجائے خوشی و انبساط کے بوجھ کیوں ہو۔ بھاڑ میں جائے کاروبار اور ہر چیز۔ جب دعویٰ ان کے لئے کرنے کا ہے پھر تو میرے محترم..... ہمیں منتظر رہنا چاہئے کہ ہدایات آئیں ہم عمل کریں بلکہ سچی بات یہ ہے کہ نئی ہدایات کے آنے میں تاخیر ہو تو تشویش اور اپنی ذات سے بدگمانی ہونی چاہئے اور دعاء صلوٰۃ الحاجت کا اہتمام ہونا چاہئے۔ نئی ہدایات آنے پر سودل و جان سے قبول کریں۔“

قارئین! دیکھئے حافظ صاحب نے دین جن واسطوں سے ملا ان کے مقابلے میں دو واسطوں پر مشتمل ایک نیا سلسلہ قائم کیا ہے اور دین کی جو ہدایات اب تک امت میں محفوظ رہی ہیں ان کے مقابلے میں معمول سے ہٹ کر اب کچھ نئی ہدایات ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مل رہی ہیں۔ بدعات کو سنت بناتے بناتے یہ تو مرزا قادیانی کے رستے پر چلنے لگے ہیں۔

حافظ صغیر صاحب آجکل حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب سرنبی ہونے کی خوب تشہیر کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب انہوں نے خود ہی بتا دیا ہے اور یہ ان کی بڑی گمراہی ہے۔

مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب

1- عبد الحفیظ مکی صاحب اور محمد علوی مالکی

محمد علوی کی کتاب کا اصلاح مفاہیم کے نام سے ترجمہ کرنے والے مولوی انیس احمد لکھتے ہیں۔

”کچھ عرصہ قبل محدث کبیر شیخ الحرمین عالم جلیل استاذ محترم سید محمد بن علوی المکی الحسنی اپنی اس عظیم کتاب پر اکابر علماء پاکستان کی تقاریض کے سلسلہ میں پاکستان تشریف لائے۔“ (اصلاح مفاہیم: ص 14)

اس موقع پر محمد علوی صاحب کے ساتھ مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب بھی تھے۔ یہ تو خود مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ ان کو محمد علوی کی کتاب الذخائر المحمدیہ اور اس میں مندرجہ مشرکانہ عقائد سے واقفیت نہ ہو۔ پھر اصلاح مفاہیم تو انہوں نے یقیناً پڑھی ہوگی اسی لیے تقاریض حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اپنی عالمانہ شخصیت کا بوجھ بھی یہاں کے لوگوں پر ڈالا۔

2- اپنے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

مولانا عزیز الرحمن صاحب نے رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب میں جس کے شروع میں عبد الحفیظ مکی صاحب کا لکھا ہوا طویل تائیدی مقدمہ ہے خود عبد الحفیظ صاحب کا یہ قصہ لکھا ہے کہ:

(1) ”حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی زید مجدہم نے بیرون ملک ایک مجلس میلاد شریف میں دینی مصلحت کی بناء پر شرکت کی اور اپنی اس شرکت کا ذکر بہت ہی معذرت

خواہانہ انداز میں ایک خط میں حضرت شیخ سے ڈرتے ڈرتے کیا کیونکہ اگرچہ حضرت شیخ قدس سرہ کے یہاں شب و روز ذکر النبی ﷺ کا ہی مشغلہ تھا اور صلوٰۃ و سلام کی مجلس بھی ہوتی تھی لیکن میلاد شریف کے نام سے مروجہ طریق پر مجلس نہیں ہوتی تھی۔ حضرت شیخ نے جواب میں حضرت مکی صاحب کو لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ ایسی مجالس میں شرکت بہت مبارک ہے۔“ (ص 36، 37)

یہ ایسا عجیب قصہ ہے کہ جس کو تسلیم کرنے کی سرے سے کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔ خود ہی یہ وجہ بتا رہے ہیں کہ حضرت کے ہاں مروجہ طریقہ پر مجلس میلاد نہیں ہوتی تھی اور اسی کتاب کے ص 30 پر مروجہ مولود شریف اور اولیاء کرام کے مبارک عرس بالعموم میلوں اور دنیاوی جشنوں کی شکل میں تبدیل نہیں ہو گئے؟ بلکہ منکرات شرعیہ سے یہ اجتماعات بالعموم بھرپور ہوتے ہیں۔“ تو معلوم ہوا کہ جناب عبدالحفیظ مکی صاحب نے معذرت خواہانہ انداز میں جو ڈرتے ڈرتے خط لکھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ محفل میلاد مروجہ طریق پر تھی جو منکرات شرعیہ سے خالی نہ تھی بلکہ بھرپور تھی حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اس لیے عبدالحفیظ مکی صاحب کا ڈرنا اور معذرت کرنا بجا تھا لیکن اس صورتحال میں حضرت کی طرف سے یہ حیرت انگیز جواب مل رہا ہے کہ ”تم نے بہت اچھا کیا۔ ایسی مجالس میں شرکت بہت مبارک ہے۔“ کیا ہم یہ سمجھیں کہ حضرت کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ منکرات شرعیہ سے بھرپور مجلس میں شرکت دین کی رو سے مبارک نہیں ہے بلکہ بالکل منع ہے۔ ہم تو حضرت کے بارے میں یہ کوتاہی علم تسلیم ہی نہیں کر سکتے۔ وہ تو بہت بڑے عالم اور شیخ الحدیث اور قطب تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کو اپنے شیخ طریقت اور استاد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات معلوم نہ ہو ”ذکر مولود میں بھی گو مندوب ہے مگر تداعی (یعنی ایک دوسرے کو دعوت دینا اور بلانا) واہتمام اس کا کہیں سلف سے ثابت نہیں بدعت ہووے گا“ (برائین قاطعہ

(153) جب کہ وہ محفل میلاد جس میں عبدالحفیظ مکی صاحب شریک ہوئے کم از کم تداعی اور اہتمام سے خالی تو نہ ہوگی۔ غرض یہ حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تہمت اور بہتان ہے۔

(ب) رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب (ص 37 پہلا ایڈیشن میں ہے) حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے یوم وصال 2 شعبان کے روز انہوں نے (یعنی عبدالحفیظ مکی صاحب نے یہ مکاشفہ) دیکھا کہ حضرت بے حد خوش ہیں اور کچھ کھانے کی چیزیں بانٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آج تو خوشی کا دن ہے۔ بہت سی کھجوریں حضرت صوفی اقبال صاحب کو دیں کہ پاکستان جا کر بائنا اس دن خدام کو باہم جمع ہو کر خصوصی ایسا و احباب کی دعوت کی بھی توفیق ہوئی، اگر مکی صاحب نے واقعی کچھ دیکھا تھا تو یا تو ان کے دیکھنے کا فرق ہوا یا کسی شیطان نے ان کو دھوکہ دیا۔

3- خود ہی مدعی خود ہی گواہ

جناب احمد عبدالرحمن صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔

”اسی طرح بندہ نے حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی دامت برکاتہم خلیفہ ارشد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے خود سنا ہے کہ انہوں نے براہ راست حضرت الشیخ سے کئی دفعہ سنا کہ ”براہین قاطعہ“ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے جو انہوں نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے لکھوایا تھا“ (حق چار یا ص 14 جنوری 1995ء)

جناب عبدالحفیظ مکی صاحب کی یہ عادت ہے کہ وہ ایسی باتیں نقل کرتے ہیں کہ جس کے وہی تنہا راوی اور گواہ ہوتے ہیں حضرت جی مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی ان کی ایسی ہی تحریریں ہمارے پڑھنے میں آئی ہیں۔ مذکورہ بالا بات کو بھی انہوں نے اپنے شیخ سے کئی دفعہ سنا لیکن ہمیشہ تنہائی ہی میں سنا ہوگا کیونکہ ان کے

علاوہ تو کسی اور نے اس بات کو حضرت شیخ الحدیث صاحب سے نقل نہیں کیا اور نہ ہی حضرت شیخ نے اس کو کہیں تحریر فرمایا۔ اوپر جو قصہ نقل کیا گیا اس کی بھی یہی کیفیت ہے۔ گویا ان کا یہ معاملہ ہے۔

میاں عاشق و معشوق رمزیت
کراما کا تین راہم خبر نیست

حالانکہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب براہین قاطعہ پر تقریظ میں لکھتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف کوئی اور ہے ”حق تعالیٰ اس کے مولف کے علم و فہم میں برکت اور اس کی خیرات و مبرات میں عموماً اور اس تالیف نفیس میں خصوصاً کرامت قبولیت عطا فرمائے“ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ”انہوں نے (یعنی مولانا گنگوہی نے) بے شک براہین کے لفظ لفظ کو دیکھا اور اس کو صحیح و صواب اور مطلب مولف کو بخوبی سمجھے اور تصدیق کی اور دعوات صالحہ سے مولف موصوف کو سرفراز فرمایا“ اور شہاب ثاقب میں مولانا مدنی رحمۃ اللہ نے مولانا خلیل احمد صاحب کے مولف براہین قاطعہ ہونے کی تصریح کی ہے۔

مولانا عزیز الرحمن صاحب

1- مولانا عزیز الرحمن اور محمد علوی

اصلاح مفاہیم پر تقریظ میں مولانا عزیز الرحمن صاحب محمد علوی اور ان کی کتاب کی بے مثال تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”ہم نے فضیلۃ العلامہ الجلیل السید محمد بن العلوی المالکی الحسینی المکی دامت برکاتہم کی کتاب مفاہیم سبب ان تصحیح کا مطالعہ کیا۔

ہم نے اس کو ماشاء اللہ ایسی تحقیقی کتاب پایا جس میں انہوں نے مختلف انواع کے فوائد کو علماء کے وقار اور حکماء کے انداز کا التزام کرتے ہوئے عمدہ انداز سے جمع

کیا ہے۔ فجزاه اللہ خیرا اکثیرا۔ اور ہم نے دیکھا کہ جو کچھ اس میں ہے وہ مکمل طور پر متقدمین و متاخرین جمہور اہل السنّت والجماعت کا مذہب ہے اور یہ وہی طریقہ ہے جس پر ہم نے اپنے محدثین، مفسرین فقہاء اور محققین مشائخ کو پایا جیسے مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فاروقی رحمہ اللہ اور ان کی اولاد امجد و تلامذہ۔ (ص 21)

مشرکانہ عقائد اور بدعات کے حامل شخص کی ایسی تعریف کرنا اور بہت سی گمراہیوں پر مشتمل مضامین کو اہل سنت کا مذہب قرار دینا یہ جناب عزیز الرحمن صاحب کا بڑا ظلم ہے۔

2- اپنے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان رسالہ اکابر کا مسئلہ مشرب میں لکھتے ہیں۔

(i) ”ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خدام نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور عصر کے بعد افطاری اور کھانے وغیرہ کے اہتمام میں مشغول تھے تو حضرت نے خدام کو بلا کر پوچھا آج شہدائے کربلا اور حضرت حسینؑ کے لیے کیا کیا ایصال ثواب کیا۔ خاموشی پر حضرت نے فرمایا ”ڈوب مرو، تم سے تو وہ خبیث رافضی ہی اچھے جو کم از کم جھوٹ موٹ رو تو لیتے ہیں۔“ پھر حضرت نے خود جو ایصال ثواب کیا تھا اس کی بڑی مقدار تعلیم کی خاطر سے اظہار فرمائی،“ (ص 37)

اس قصہ کے بارے میں پہلی بات یہ ہے کہ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ دن کی تعیین کے ساتھ ایصال ثواب جائز ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ ایک نفلی کام ہوا جس کے نہ کرنے میں کچھ گناہ اور حرج نہیں۔ اس قصہ کے مطابق حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفلی کام نہ کرنے پر اپنے خدام کو برا بھلا کہا اور اس میں رافضیوں کو جن کو خبیث بھی کہہ رہے ان سے اچھا بتایا۔ کیا ایک شیخ الحدیث اور قطب العالم دین کے اتنے موٹے سے

اصول کو نہ سمجھتے ہوں گے اور کیا اتنے بڑے لوگوں کی زبان سے ایسے کمتر درجے کے الفاظ نکلا کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور استاد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں ”حدیث میں ارشاد ہوا کہ تم جمعہ اور شب جمعہ کو صوم و صلوٰۃ (روزہ اور نماز) کے واسطے خاص مت کرو کیونکہ صوم و صلوٰۃ نوافل مطلق اوقات میں یکساں ہیں خصوصیت کسی وقت کی بدون ہمارے حکم کے درست نہیں“ (ص 112) نیز لکھتے ہیں ”دوسرے یہ کہ جس شے کو کسی خصوصیت کے ساتھ فرمایا وہاں تو وہ تخصیص مشروع ہووے گی ورنہ تخصیص بدعت ہوگی۔ تیسرے یہ کہ جہاں کسی زمانہ کو مقرر کر دیا ہے وہاں تو قید زمانہ کی مشروط ہے ورنہ بدعت ہے“ (ص 118) اس سب کے ہوتے ہوئے ہم یہ کیسے مان لیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے استاد مربی اور شیخ کی تعلیمات بھی یاد نہیں رہیں اور وہ ایصال ثواب جو کہ ایک نفلی کام ہے اس میں دن کی تخصیص کر رہے ہیں اور اسی کی بناء پر اپنے خدام کو برا کہہ رہے ہیں۔ نیز اس قصہ کے مطابق حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خدام کو اس مخصوص ایصال ثواب کی تعلیم و تلقین کے بغیر ہی غصہ کیا۔ چونکہ یہ ایک بے اصولی کی بات ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بعید ہے کہ وہ ایسی بے اصولی کریں گے لہذا اس وجہ سے بھی یہ محض من گھڑت قصہ ہے۔

2- اسی طرح مولانا عزیز الرحمن صاحب نے اپنی کتاب ”اکابر کا مسلک و مشرب“ میں عرس کی بھی تبلیغ کی ہے اور اسی میں ترغیب دی ہے۔ لکھتے ہیں۔

”ہمارے مرشد پاک حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ بھی اس سلسلہ میں اپنے خدام سے عرس کی افادیت کے سلسلہ میں ان ہی حقائق کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ منجملہ دیگر مصالح کے اس اجتماع کے لیے یوم وصال

(یعنی یوم وفات) کے تعین میں یہ مصلحت ہے کہ یہ دن ہر مرید کے دل پر نقش ہوتا ہے اور اپنے محبوب شیخ کی جدائی کی وجہ سے تعلق اور محبت کا ایک جذبہ اس دن طبعی طور پر ابھرتا ہے جو جالب فیض ہے۔“

حالانکہ حضرت شیخ الحدیث کے شیخ الشیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں کہ کسی عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو جائز ہے یا نہیں؟ فرماتے ہیں۔

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرس اور مولود درست نہیں ہے۔“ (ص 147 فتاویٰ رشیدیہ)

کیونکہ اس کے لیے ایک دوسرے کو دعوت دینے اور ایک دن کی تعین کرنے سے تو یہ خالی نہیں ہوتے۔ بلکہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں ”عرس کا التزام کرے یا نہ کرے (یعنی عرس کے نام پر بھی نہ کرے تب بھی) نا درست ہے۔ تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے خواہ لغویات ہوں یا نہ ہوں (فتاویٰ رشیدیہ ص 131)۔

اور قبر پر بھی جمع نہ ہوں کسی دوسرے بزرگ کی خانقاہ ہی میں جمع ہوں یہ بھی ناجائز ہے۔ اربعین میں مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مقرر ساختن روز عرس جائز نیست یعنی عرس کا دن منانا ہی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 109)

اور پھر کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ حضرت شیخ الحدیث اپنے خدام کو عرس کی افادیت سمجھائیں اور اس کے لیے یوم وصال کے تعین کی مصلحت بھی بتائیں لیکن خود اپنی عمر میں ایک دفعہ بھی اپنے شیخ اور پیر کا عرس نہ کریں۔

مولانا عزیز الرحمن بھی مشرکانہ عقائد والوں کو اہلسنت میں شمار کرتے ہیں لکھتے ہیں:

”اس زمانے میں المیہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے دو گروہ جن میں فی الحقیقت اصلاً کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے“ (اکابر کا مسلک و مشرب ص 38)

”اہل سنت والجماعت کے دو بڑے گروہ جو مختلف طبقہ فکر کے لحاظ سے دیوبندی اور بریلوی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے“۔ (ص 5)

بریلوی کا لفظ ہی احمد رضا خان صاحب کی نسبت سے چلا ہے اور مولانا ان کے مشرکانہ عقائد سے بخوبی واقف ہیں پھر بھی ان کے گروہ کو اہلسنت بتا رہے ہیں۔ اس طرح سے تو یہ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے معیار کو ہی بدل رہے ہیں اور ان کو نبی ﷺ اور صحابہ کے خالص طریقے پر بتا رہے ہیں۔

آخری گزارش

جناب صوفی اقبال صاحب کا تو انتقال ہو چکا ہے۔ باقی حضرات اور ان سب کے عقیدہ تمندوں سے ہماری خیر خواہانہ گزارش ہے کہ دین اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے رسول ﷺ کا لایا ہوا ہے۔ اصل حقیقت سے آپ لوگ غافل نہیں لہذا ابھی وقت ہے سنبھل جائیں اور توبہ کر کے راہ راست کو اختیار کریں نام پر اتحاد کے رسول اللہ ﷺ کی امت کو مزید نہ توڑیں اور اص صدائے ناصحانہ سے اعراض نہ کریں۔

آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

بسم اللہ حامداً و مصلیاً

مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا رسالہ ”اکابر کا مسلک و مشرب“ شائع ہوا اور اس کے بعد محمد علوی مالکی کی کتاب کا ترجمہ ”اصلاح مفاہیم“ کے نام سے شائع ہوا جس میں عزیز الرحمن صاحب کی تقریظ بھی شامل تھی۔ ان دو کتابوں پر جب ہمارے سمیت کئی حلقوں سے اعتراض ہوئے اور پھر آخر میں ہمارا ایک رسالہ ”داستان عبرت“ کے نام سے لوگوں کے ہاتھ میں آیا تو شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے ایک اور خلیفہ کربوغہ کے مفتی مختار الدین صاحب نے مولانا عزیز الرحمن صاحب کو ایک خط لکھا جس میں موجود صورتحال کی طرف مولانا کو توجہ دلائی۔ اس خط کے جواب میں مولانا عزیز الرحمن صاحب نے 22 اکتوبر 2000ء کو اپنا رجوع ان الفاظ میں لکھا کہ ”میں اصلاح مفاہیم پر اپنی تقریظ اور رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب سے رجوع کرتا ہوں۔ آئندہ کوئی بھی اس تقریظ و رسالہ کو شائع نہ کرے اور نہ ہی اس کا حوالہ دے“۔ مفتی مختار الدین صاحب کا خط اور عزیز الرحمن صاحب کا رجوع اور کچھ دیگر مضمون نثار احمد حسینی صاحب نے ”قضیہ کا خاتمہ“ نام کے ایک رسالہ میں شائع کیا ہے۔

عزیز الرحمن صاحب کے رجوع کی عبارت بظاہر کافی اور تسلی بخش نظر آتی ہے لیکن جب اس کے اندر جھانکیں تو معاملہ انتہائی مایوس کن نظر آتا ہے۔

مفتی مختار الدین صاحب کی نا انصافی

اول تو مفتی مختار الدین صاحب نے ہی انصاف سے کام نہیں لیا۔ وہ اپنے خط

میں مولانا عزیز الرحمن صاحب کو لکھتے ہیں:

”آپ کے ساتھ میرا تعلق بیس برس سے چلا آ رہا ہے۔ اس عرصہ میں آپ سے الحمد للہ کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو قرآن و سنت اور اس کی ترجمان جماعت اکابر دیوبند سے ہٹی ہوئی ہو۔“ (ص 11 قضیہ کا خاتمہ۔ حافظ ثار احمد حسینی)

”آپ کی طرف منسوب رسالہ ”اکابر کا مسلک و مشرب“ اور ایک تقریظ جن پر ایک عرصہ سے مختلف مضامین آ رہے ہیں کہ اس رسالہ سے عرس اور مجالس میلاد مروجہ وغیرہ بدعات و رسومات کی تائید ہوتی ہے اور گویا آپ ان چیزوں کے حامی و داعی ہیں حالانکہ آپ کے بارے میں ایسا سوچا بھی نہیں جاسکتا کیونکہ آپ کی ساری زندگی ہمارے سامنے ہے۔ لیکن بہر حال مذکورہ بالا رسالہ سے متعدد علماء نے یہی تاثر لیا ہے جو میں نے ذکر کیا ہے۔“ (ص 11 قضیہ کا خاتمہ)

مفتی مختار الدین صاحب کی یہاں ذکر کردہ چند باتیں قابل غور ہیں۔

1۔ ”آپ کی طرف منسوب رسالہ ”اکابر کا مسلک و مشرب“ اور (اصلاح مفاہیم)

پر ایک تقریظ“

مفتی صاحب کا اس سے کیا مطلب ہے؟ کیا وہ کسی اور کی لکھی ہوئی ہیں اور مولانا عزیز الرحمن صاحب کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا عزیز الرحمن صاحب نے اپنی طرف اس نسبت کو قبول کیا ہے یا نہیں؟ اگر قبول کیا ہے تو اب وہ اس تحریر اور اس کے مالہ و ماعلیہ کے ذمہ دار بھی ہیں۔ اور اگر قبول نہیں کیا تو انہوں نے اس کی اعلانیہ تردید کیوں نہیں کی؟ اگر پہلے نہیں کی تو کیا وہ اب اعلانیہ اس کی تردید اور اس کے غلط مندرجات کی تعیین کے ساتھ تغلیط کرنے کو تیار ہیں؟ اور اگر مفتی صاحب کا مطلب اس سے یہی ہے کہ وہ عزیز الرحمن صاحب کی تحریر ہے تو انہوں نے ان مبہم الفاظ کو استعمال کرنے میں کیا فائدہ دیکھا تھا؟

2- ”اکابر کا مسلک و مشرب“ اور ”اصلاح مفاہیم“ پر تقریظ میں صراحۃً غلط اور گمراہ کن مندرجات کے ہوتے ہوئے مفتی مختار الدین صاحب کا یہ لکھنا کہ ”آپ سے الحمد للہ کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو قرآن و سنت سے ہٹی ہوئی ہو“ کیسے تعجب کی اور ان کے منصب افتاء سے کیسی بعید بات ہے۔

اہل بدعت کو اہلسنت کا ایک گروہ شمار کرنا اور عبدالسمیع رامپوری کے لئے حضرت مولانا عبدالسمیع رامپوریؒ (یعنی رحمۃ اللہ علیہ کے رمز کے ساتھ) تعظیم و توقیر کے القاب لکھنا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے سر پر امہات البدعات کو تھوپنا جیسا کہ ہم پہلے حصہ میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں اور آگے دوبارہ ذکر کریں گے، کیا یہ مولانا عزیز الرحمن صاحب کے قرآن و سنت سے ہٹ کر کام نہیں ہیں؟ اور کتاب ”اصلاح مفاہیم“ کے شریک اور بدعی مضامین جن کی نشاندہی ہم پہلے کر چکے ہیں ان کے بارے میں عزیز الرحمن صاحب یہ کہیں کہ میں نے ان کو فی الجملہ جمہور اہلسنت کے موافق پایا ہے۔ کیا مفتی مختار الدین صاحب اس بات کو بھی قرآن و سنت سے ہٹا ہوا نہیں پاتے؟ اگر مفتی صاحب ان کو قرآن و سنت کے خلاف تو سمجھتے ہیں لیکن تسامح و چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے ایسا کہتے ہیں تو یہ بھی مصیبت ہے اور اگر وہ واقعی ان کو قرآن و سنت کے مخالف نہیں سمجھتے تب تو مصیبت در مصیبت ہے والی اللہ المشتکی۔

3- پھر مفتی مختار الدین صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جناب عزیز الرحمن صاحب نے تو کوئی غلط بات نہیں لکھی۔ اسی لئے انہوں نے اپنے آپ کو ان متعدد علماء سے علیحدہ رکھا ہے جنہوں نے یہ تاثر لیا ہے کہ جناب عزیز الرحمن صاحب کی تحریروں سے بدعات کی تائید ہوتی ہے اور یہ تو مخالفت میں لکھنے والے علماء نے از خود تاثر لے لیا ہے کہ ان کی تحریروں سے عرس اور مجالس میلاد وغیرہ بدعات و رسومات کی تائید ہوتی ہے۔ ہم ذیل میں عزیز الرحمن صاحب کی طرف منسوب ”اکابر کا مسلک و مشرب“ میں مولانا زکریا رحمہ

اللہ کی طرف نسبت کئے گئے یہ واقعات دوبارہ ذکر کرتے ہیں:

”ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خدام نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور عصر کے بعد افطاری اور کھانے وغیرہ کے اہتمام میں مشغول تھے تو حضرت نے خدام کو بلا کر پوچھا آج شہدائے کربلا اور حضرت حسینؑ کے لئے کیا کیا ایصال ثواب کیا۔ خاموشی پر حضرت نے فرمایا ڈوب مرو، تم سے تو وہ خبیث رافضی ہی اچھے جو جھوٹ موٹ رو تو لیتے ہیں۔ پھر حضرت نے خود جو ایصال ثواب کیا تھا اس کی بڑی مقدار تعلیم کی خاطر سے اظہار فرمائی۔“

2- ”ہمارے مرشد پاک حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقہ بھی..... اپنے خدام سے عرس کی افادیت کے سلسلہ میں ان ہی حقائق کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ منجملہ دیگر مصالح کے اس اجتماع کے لئے یوم وصال (یعنی یوم وفات) کے تعیین میں یہ مصلحت ہے کہ یہ دن ہر مرید کے دل پر نقش ہوتا ہے اور اپنے محبوب شیخ کی جدائی کی وجہ سے تعلق اور محبت کا ایک جذبہ اس دن طبعی طور پر ابھرتا ہے جو جالب فیض ہے۔“

3- ”حضرت مولانا عبدالحفیظ کی زید مجدہم نے بیرون ملک ایک مجلس میلاد شریف میں (جو یقیناً مروجہ طریقہ پر ہی ہوئی ہوگی۔ ناقل) دینی مصلحت کی بناء پر شرکت کی اور اپنی اس شرکت کا ذکر بہت ہی معذرت خواہانہ انداز میں ایک خط میں حضرت شیخ سے ڈرتے ڈرتے کیا..... حضرت شیخ نے جواب میں حضرت کی صاحب کو لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ ایسی مجالس میں شرکت بہت مبارک ہے۔“

امہات البدعات پر مشتمل یہ واقعات جو جناب عزیز الرحمن صاحب اپنے پیرو مرشد اور اہلسنت کے متبع سنت شیخ الحدیث کی طرف منسوب کر رہے ہیں آخر اس سے ان

کی کیا غرض ہے اور ان کو پڑھنے والا آخر کیا تاثر لے گا۔ اور یہ تو ہم نے پھر بھی ہلکی بات لکھی ہے ورنہ عزیز الرحمن صاحب کی اصل غرض ایک تو یہ ہے کہ لوگوں کو یہ باور کرائیں کہ ان کے شیخ اور اہل بدعت میں کوئی فرق نہیں ہے اور دوسرے لوگوں کے سامنے بدعات کو سنت بنا کر پیش کریں لیکن مفتی مختار الدین صاحب کو ان کا قرآن و سنت کے منافی ہونا نظر نہیں آتا۔

مولانا عزیز الرحمن صاحب کے رجوع کی حقیقت

اس کے باوجود مولانا عزیز الرحمن صاحب بھی یہ کہیں کہ رسالہ ”اکابر کا مسلک و مشرب“ کی طباعت سے نعوذ باللہ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اپنے محبوب و مقبول اکابر قدس سرہم کے مسلک حق کو نقصان پہنچانا یا اہل بدعت کی یا ان کے رسومات، عرس، میلاد مروجہ، استمداد، ندا بالغیب وغیرہ کی تائید مقصود تھی۔“ (ص 14 قضیہ کا خاتمہ) تو ان کی اس بات میں کیا وزن رہ جاتا ہے۔ پھر طرفہ تماشایہ کہ اس کے باوجود مولانا عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔

”نیز مجلس مولود، عرس، استمداد اور ندائے غیب جتنے مسائل میں، دیوبندی بریلوی اختلاف ہے میں ان تمام مسائل میں بھمد اللہ اپنے اکابر علماء دیوبند اور اولیاء دیوبند ہی کو حق پر سمجھتا ہوں اور انہی کا متبع ہوں اور ان کے مسلک کے خلاف ہر چیز کو غلط سمجھتا ہوں“ (ص 16 قضیہ کا خاتمہ)

وہ بلاشبہ یہ بات دھڑلے سے کہہ سکتے ہیں کیونکہ جب انہوں نے بدعتیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اپنے شیخ کو ہی بدعتی بنا دیا اور بدعات کو سنت بنا دیا تو اب دیوبندی بریلوی اختلاف رہ ہی کیا گیا جس میں وہ ایک کو صحیح کہیں اور دوسرے کو غلط کہیں۔

2- مولانا عزیز الرحمن صاحب اپنے رجوع نامے میں لکھتے ہیں:

”علوی مالکی صاحب کی کتاب پر بعض اکابر علماء دیوبند نے بھی تقاریظ

لکھیں جن میں اس کتاب کی بہت تعریف تھی۔ لہذا اس سیاہ کار نے بھی یہ تقاریظ دیکھ کر تقریظ لکھ دی۔ بعد میں جب علوی مالکی صاحب پاکستان آئے اور طاہر القادری کے مہمان بنے تو اس وقت سے مالکی صاحب کے بارے میں بندہ کو بدظنی پیدا ہو گئی اور اس سیاہ کار نے اپنے ساتھیوں کو اس کتاب کے پڑھنے سے روک دیا۔

اب کوئی عزیز الرحمن صاحب سے پوچھے کہ طاہر القادری کے مہمان بننے سے بدظنی پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے؟

پھر اگر علوی صاحب سے ایک غلطی ہو گئی تو اس کی وجہ سے انہوں نے ان کی قابل تعریف کتاب کے پڑھنے سے کیوں روک دیا۔ حالانکہ خود عزیز الرحمن صاحب کے بقول اس کی ہر بات فی الجملہ اہل سنت کے موافق ہے اور دیگر اکابر علماء دیوبند نے اس کی بہت تعریف کی تھی۔

مولانا عزیز الرحمن صاحب اپنا رجوع اس طرح سے لکھتے ہیں:

”میں اصلاح مفاہیم پر اپنی تقریظ اور رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب سے رجوع کرتا ہوں۔ آئندہ کوئی بھی اس تقریظ و رسالہ کو شائع نہ کرے اور نہ ہی اس کا حوالہ دے۔“

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ جب عزیز الرحمن صاحب نے رجوع کر لیا تو اب یہ مطالبہ کرنا کہ کس غلطی کی وجہ سے رجوع کیا ہے بے فائدہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عزیز الرحمن صاحب نے اکابر کا مسلک و مشرب میں قطب العالم شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کی طرف بنیادی بدعات کے تین واقعات منسوب کئے ہیں اور بریلوی جماعت کو اہلسنت کہا ہے۔ رسالہ سے رجوع کرنے سے بدعت کے وہ واقعات اور جماعت بریلوی کے اہلسنت ہونے کے دعویٰ کا واقعہ معدوم تو نہیں ہو

گئے۔ وہ تو ہمیشہ موجود رہیں گے الایہ کہ عزیز الرحمن صاحب کہیں کہ وہ واقعات ان کے من گھڑت تھے اور وہ دعویٰ بھی باطل تھا۔ اگر عزیز الرحمن صاحب ایسا اعتراف نہیں کرتے تو اگرچہ رسالہ کا ذکر نہ بھی کیا جائے اور اس کا حوالہ نہ بھی دیا جائے وہ واقعات تو قائم ہی سمجھے جائیں گے اور عزیز الرحمن صاحب کے مطابق قطب العالم مولانا زکریا رحمہ اللہ بدعتی ہی سمجھے جائیں گے اور جماعت بریلوی اہلسنت ہی سمجھی جائے گی۔

حضرت قطب العالم صرف عزیز الرحمن صاحب کے ہی شیخ نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے بھی بڑے اور بزرگ ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا دفاع کرنا ہماری اور ان کے تمام متعلقین کی ذمہ داری ہے۔ ان کے دفاع کی خاطر ہی ہم عزیز الرحمن صاحب سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے رجوع کو صحیح اور خالص کرنے کی خاطر یہ اعتراف کریں کہ حضرت قطب العالم کی طرف ان کی جانب سے منسوب کئے گئے بدعت کے واقعات محض ان کے من گھڑت ہیں اور بریلوی جماعت کے اہلسنت ہونے کا ان کا دعویٰ بھی غلط ہے۔ اعلانیہ برائی کی توبہ بھی اعلانیہ ہونی چاہئے۔ عزیز الرحمن صاحب نے برائی سے تو رجوع اور توبہ نہیں کی محض الفاظ کے گورکھ دھندے میں اپنے لئے جائے پناہ تلاش کرنے کی بے فائدہ کوشش کی ہے۔

تنبیہ: عزیز الرحمن صاحب نے اپنی تقریظ میں ایک لفظ فی الجملہ استعمال کیا جس کا ترجمہ مترجم نے ”مکمل طور پر“ کیا اور عبارت یوں لکھی ”جو کچھ اس (کتاب) میں ہے وہ مکمل طور پر متقدمین و متاخرین جمہور اہل سنت و الجماعت کا مذہب ہے۔“ مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب عزیز الرحمن صاحب کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”مولانا عزیز الرحمن صاحب نے جو عبارت لکھی..... بلفظہ نقل کرتا ہوں۔ ووجدنا کل ما فیہ ہونی الجملۃ ما علیہ جمہور علماء اہل السنۃ و الجماعۃ..... اب بغور ملاحظہ فرمایا جائے اس عبارت (تقریظ کے اردو ترجمہ) اور اس اصل تقریظ کی مفصل عبارت میں کتنا واضح فرق

ہے۔“ (ص 7: قضیہ کا خاتمہ)۔

لطف یہ ہے کہ نہ تو عزیز الرحمن صاحب اور نہ ہی عبدالحفیظ کی صاحب یہ بتاتے ہیں کہ اس عبارت کا صحیح ترجمہ کیا ہے اور عزیز الرحمن صاحب نے فی الجملہ کس معنی میں استعمال کیا ہے۔ عبدالحفیظ کی صاحب کی بات تو عذر گناہ بدتر از گناہ والی بات ہے۔ کیونکہ فی الجملہ کا ہلکے سے ہلکا ترجمہ یہ ہوگا کہ ”کسی درجہ میں“ اور پوری عبارت کا ترجمہ یہ بنا کہ اس کتاب کی ہر ہر بات کو ہم نے کسی نہ کسی درجہ میں اہل سنت کے جمہور علماء کے مذہب کے موافق پایا۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ جن مشرکانہ عقائد اور بدعات کا ذکر محمد علوی صاحب نے اپنی کتاب میں کیا وہ کسی درجہ میں بھی اہل سنت کے جمہور علماء کے مذہب کے موافق ہیں؟ کیا شریک عقیدہ کسی درجہ میں بھی حق کے موافق ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے؟

مولانا عبدالحفیظ کی صاحب کی نا انصافیاں

پہلی نا انصافی

1- نثار احمد حسینی صاحب نے اپنے رسالہ ”قضیہ کا خاتمہ“ ص 8 پر لکھا ہے کہ مولانا عبدالحفیظ کی صاحب نے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب کو بھی اپنے ایک خط محررہ 6 ربیع الثانی 1416ھ مطابق 2 ستمبر 1995ء میں لکھا ”اور یہ بات دل سے عرض کرتا ہوں کہ جو مقصد عرض کیا ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ اس رسالہ میں جو اصلاح تحریر فرمادیں گے ان شاء اللہ کی جائے گی۔“

جناب نثار حسینی صاحب نے جس خط کا حوالہ دیا ہے وہ عبدالحفیظ کی صاحب نے ہمارے مضمون ”رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب کے تیسرے ایڈیشن پر ایک نظر“ کو پڑھنے کے بعد لکھا۔ عزیز الرحمن صاحب کے رسالہ ”اکابر کا مسلک و مشرب“ کے پہلے ایڈیشن پر بھی ہمارا تبصرہ شائع ہوا تھا جس میں بہت سی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی تھی اور دیگر حضرات نے بھی بہت کچھ لکھا لیکن ان سب کو نظر انداز کر کے اس رسالہ کا تیسرا ایڈیشن

بہت اہتمام سے شائع کیا گیا جس میں خود عبدالحفیظ کی صاحب نے اپنے طول طویل مقدمہ کا اضافہ کیا اور حبیب اللہ صاحب سے حواشی لکھوائے۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد اب جو وہ یہ فرمائیں کہ جو مقصد عرض کیا ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ اس رسالہ میں جو اصلاح تحریر فرمائیں گے ان شاء اللہ کی جائے گی کتنی سنگین نا انصافی ہے۔

دوسری نا انصافی

2- اور عبدالحفیظ کی صاحب نے رسالہ ”اکابر کا مسلک و مشرب“ لکھے جانے کا جو مقصد پیش کیا ہے وہ بھی پڑھ لیجئے۔ اپنے اسی مذکورہ بالا مکتوب میں لکھتے ہیں:

”اس رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب کا مقصد بھی یہی ہے کہ باقاعدہ منظم صورت سے ایک گروہ (یعنی مماتی گروہ) جو غلو و تشدد کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہے وہ اکابر کا طرز نہیں تھا نہ ہی انکا مسلک لہذا اس کا دفعیہ نہایت ضروری ہے..... اس لئے انہوں نے (یعنی مولانا عزیز الرحمن صاحب نے) اس رسالہ کی تالیف کو ضروری جانا اور اپنے انداز سے درد دل بیان کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کے دونوں عظیم گروہوں (یعنی دیوبندیوں اور بریلویوں) کے اہل علم و اہل دانش و اہل دین سے گویا یہ گزارش کی ہے کہ اگر باطل و کفر یہ طاقتیں باوجود اپنے وسیع اختلافات کے اسلام و مسلمانوں کے خلاف اکٹھی ہو سکتی ہیں تو ہم دونوں اہل السنۃ والجماعۃ کے عظیم گروہ اپنے چند اختلافات کو نظر انداز کر کے دین کی سر بلندی اور اس کے تحفظ و تقویت کے لئے اکٹھے کیوں نہیں ہو سکتے“۔

جناب عبدالحفیظ کی صاحب کی نا انصافی دیکھئے کہ ممتاؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے بریلویوں یعنی احمد رضا خان اور ان کے پیروکاروں کو ان کے مشرکانہ عقائد کے باوجود اہلسنت کا گروہ کہہ رہے ہیں۔ ہم نے اپنے سابقہ تبصرہ میں دلائل کے ساتھ خوب وضاحت سے بتا دیا تھا کہ احمد رضا خان صاحب اور ان کے ہموا اہلسنت سے خارج ہیں

لیکن عبدالحفیظ مکی صاحب رسالہ کے تیسرے ایڈیشن میں اپنے مقدمہ میں ان کے اہلسنت ہونے کو تکرار ذکر کرتے ہیں اور پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ جو اصلاح تحریر فرمادیں گے وہ کی جائے گی۔

تیسری نا انصافی

عبدالحفیظ مکی صاحب لکھتے ہیں:

”اس سیہ کار کے علم میں نہیں کہ اکابر میں سے کسی نے اس پورے گروہ ”طائفہ بریلویہ“ کا اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہونا فرمایا ہو۔ البتہ حضرات اکابر رحمہم اللہ کے عمل سے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ ان کو (یعنی پورے طائفہ بریلویہ کو جس میں احمد رضا خاں اور ان کی ذریت بھی شامل ہے۔ ناقل) اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہی سمجھتے تھے۔ رسالہ ”اکابر کا مسلک و مشرب“ کے مقدمہ میں اس سیہ کار نے اپنے اکابر کے کئی قصے نقل کئے ہیں صفحہ نمبر 16 سے لے کر صفحہ نمبر 24 تک وہاں ملاحظہ فرمالیا جائے۔ ان کے طرز عمل سے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ ان (بریلوی جماعت) کو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج نہیں سمجھتے تھے۔“

عبدالحفیظ مکی صاحب کی اہل سنت کے ساتھ یہ کتنی بڑی نا انصافی ہے کہ وہ اس جماعت کو جو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں علم کل اور علم غیب اور مختار کل اور حاضر ناظر ہونے کے عقیدے رکھتی ہے اور جس کے مقتدا احمد رضا خان صاحب نے قرآن پاک کے ترجمہ میں اپنے بدعتی عقیدوں کو بھر دیا ہے اور عقیدے کی بہت سی گمراہیوں کے علاوہ جو جماعت بہت سی عملی بدعات میں مبتلا ہے اور ان کو بدعت نہیں سمجھتی اس کو بھی اہل سنت میں سے شمار کرتے ہیں اور اسی کو اکابر کا مسلک و مشرب بھی بتاتے ہیں۔ مسلمات اور بدیہیات میں اس دھڑلے سے تلخیص و تحریف کا ارتکاب عبدالحفیظ مکی صاحب اور ان

کے ساتھیوں ہی کا حوصلہ ہے۔ انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ اکابر دیوبند کے نام لیوا اب اس قابل نہیں رہے کہ اہل سنت اور اہل بدعت کے درمیان فرق کر سکیں اس لئے وہ اپنی تلبیس سے جو چاہیں گے منوالیں گے۔ لیکن عبدالحفیظ مکی صاحب کو اتنا تو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ دین خدا کا ہے اور خدا نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور حفاظت کا کام وہ کسی سے بھی لے سکتا ہے۔

عبدالحفیظ مکی صاحب نے اپنی بات کی تائید میں مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی کتاب 'اختلاف امت اور صراطِ مستقیم' سے ایک عبارت نقل کی ہے جو یوں ہے:

”میرے لئے دیوبندی بریلوی اختلاف کا لفظ ہی موجب حیرت ہے۔ دیوبندی بریلوی اختلاف کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے اس لئے کہ یہ دونوں فریق امام ابوحنیفہ کے ٹھیکہ مقلد ہیں۔ عقائد میں دونوں فریق امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کو امام اور مقتدا مانتے ہیں۔ تصوف و سلوک میں دونوں فریق اولیاء اللہ کے چاروں سلسلوں قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی میں بیعت کرتے کراتے ہیں۔

الغرض یہ دونوں فریق اہل سنت والجماعت کے تمام اصول و فروع میں متفق ہیں۔ صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کی عظمت کے قائل ہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد اور مجدد الف ثانیؒ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تک سب اکابر کے عقیدت مند ہیں اور اکابر اولیاء اللہ کی کفش برداری کو سعادت دارین جانتے ہیں اس لئے ان دونوں کے درمیان مجھے اختلاف کی کوئی صحیح بنیاد نظر نہیں آتی۔“

عبدالحفیظ مکی صاحب کو یہ عبارت اپنی تائید میں کیسے نظر آتی ہے ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ مولانا لدھیانوی رحمہ اللہ کی عبارت میں کچھ مضمرات ہیں مثلاً جب وہ کہتے ہیں کہ دونوں فریق امام ابوحنیفہؒ کے ٹھیکہ مقلد ہیں تو ان کی اصل مراد یہ ہے کہ دونوں ٹھیکہ مقلد ہونے کے دعویدار ہیں کیونکہ اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام کا اضافہ، فرض نماز کے بعد بلند

آواز سے اجتماعی ذکر وغیرہ کو کوئی بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید یقیناً نہیں کہے گا۔ ایسے ہی باقی باتوں میں ہے۔ اور جب وہ فرماتے ہیں کہ دونوں فریق اہلسنت والجماعت کے تمام اصول و فروع میں متفق ہیں تو وہ فوراً ہی ان سے اپنی مراد بھی بتاتے ہیں کہ اصول و فروع سے مراد صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کی عظمت کے قائل ہیں، حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد اور مجدد الف ثانیؒ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تک سب اکابر کے عقیدتمند ہیں اور اکابر اولیاء اللہ کی کفش برداری کو سعادت دارین جانتے ہیں۔ یہ سب باتیں چونکہ ظاہر و باہر ہیں اس لئے مولانا لدھیانویؒ کا یہ فرمانا غلط نہیں کہ ان دونوں کے درمیان مجھے اختلاف کی کوئی صحیح بنیاد نظر نہیں آتی۔

عبدالحفیظ مکی صاحب کی تلیس دیکھئے کہ اس کے فوراً بعد مولانا لدھیانوی جو کچھ فرماتے ہیں اس کو وہ سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

”تاہم میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ ان کے درمیان چند امور میں اختلاف ہے..... ان دونوں کے درمیان جن نکات میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں۔

- 1- آنحضرت انور تھے یا بشر؟
- 2- آپ عالم الغیب تھے یا نہیں؟
- 3- آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں یا نہیں؟
- 4- آپ ﷺ مختار کل ہیں یا نہیں یعنی اس کائنات کے تمام اختیارات آپ کے قبضہ میں ہیں یا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں؟

ان مسائل میں جس فریق کا عمل قرآن کریم، ارشادات نبوی ﷺ، تعامل صحابہ اور فقہ حنفی کے مطابق ہوگا میں اسے حق پر سمجھتا ہوں اور دوسرے کو غلطی پر“

جسے مولانا لدھیانوی حق پر سمجھتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ اہل سنت ہے اور جس کو غلطی پر سمجھتے ہیں کچھ بھی علم و فہم رکھنے والا شخص اس کو اہل سنت سے خارج سمجھ گا۔ لیکن عبدالحفیظ مکی صاحب نے اپنی بصارت و بصیرت پر ایسی عینک چڑھا رکھی جس سے وہ اپنی فکر کے خلاف بات کو نہ دیکھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مولانا عاشق الہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ اپنے ایک فتوے میں لکھتے ہیں:

”لفظ اہل سنت والجماعت کا حضرات اشاعرہ اور ماتریدیہ پر اطلاق ہوتا ہے۔ احمد رضا خان بریلوی اور ان کی جماعت کا ان دونوں جماعتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

احمد رضا خان سے نسبت رکھنے والے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے علم غیب کلی مانتے ہیں یا یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سارے اختیارات سپرد کر دیئے گئے تھے یا یہ کہ رسول اللہ ﷺ بشر نہیں تھے یہ باتیں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے یہاں کہیں بھی نہیں ہیں نہ کتب عقائد میں کسی نے نقل کی ہیں نہ ان کی کتابوں میں ان کا کوئی ذکر ہے اور یہ باتیں قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہیں۔ یہ سب بریلویوں کی اپنی ایجاد ہیں..... اگر کوئی شخص بریلوی فرقہ کو اہل سنت والجماعت میں شمار کرتا ہے تو یہ اس کی صریح گمراہی ہے۔“ (انوار مدینہ:

جون 1995ء)

لیکن عبدالحفیظ مکی صاحب بضد ہیں اور مولانا عزیز الرحمن ہزاروی بھی اپنے رجوع کے باوجود اسی موقف پر قائم ہیں کہ احمد رضا خان اور ان کی جماعت اہل سنت میں داخل ہے ان سے خارج نہیں۔ کیا یہ دونوں حضرات دلائل سے ثابت کر سکیں گے کہ غلط عقیدوں کے باوجود وہ اہل سنت میں کیسے داخل ہیں۔ لیکن ہم پہلے ہی سے کہہ دیتے ہیں

کہ ان کے پاس ایسے کوئی دلائل نہیں ہیں؟ یہ لوگ خود بھی دھوکہ میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دینے میں تیز ہیں۔

چوتھی نا انصافی

مماتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بریلویوں کو اپنے ساتھ ملانے کا طریقہ جناب عزیز الرحمن صاحب نے یہ ڈھونڈا کہ اپنے شیخ کو بدعتی بنا کر پیش کریں اور ان کے واسطے سے اپنے تمام اکابر کو بدعتی کے طور پر پیش کریں تاکہ بدعتی ان کے پورے شجرہ نسب کو اپنا ہم عقیدہ اور ہمنوا پا کر ان کے ساتھ تعاون اور موافقت کریں۔ اور عبدالحفیظ کی صاحب اس کو جناب عزیز الرحمن صاحب کی مخلصانہ ندا کہتے ہیں اور اس کا دفاع کرتے ہیں۔ یہ ان کی عجیب نا انصافی ہے۔ ہمیں عزیز الرحمن صاحب کی یہ ادا خلاف واقع لگی اور ہم نے حضرت شیخ الحدیث قطب عالم مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی طرف بدعات کی نسبت کو تسلیم نہیں کیا اور دلائل سے اس کو رد کیا تو عبدالحفیظ کی صاحب ان کو ثانوی اور ذیلی امور شمار کرتے ہوئے الزام تراشی پر اتر آئے اور اپنے مذکورہ بالا مکتوب میں لکھتے ہیں:

”جو ثانوی ذیلی امور مذکور ہیں ان کو خواہ مخواہ اچھالا جا رہا ہے۔ کیا کہیں خدا نخواستہ ان غالی متشدین مماتوں کی وجاہت تو مانع نہیں بن رہی یا ان سے کوئی خوف و ڈر ہے؟ یا ان کے فرو کر سے متاثر ہیں؟ اور یا کہیں خدا نخواستہ حضرت مولانا عزیز الرحمن کے رسالہ کا رد کر کے کچھ اور مخفی مقصود حاصل کرنا مطلوب ہے؟ بہر حال تعجب بہت ہے کہ یہ کیوں ہے؟

پانچویں نا انصافی

المہند میں ہے:

”پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا ہم یوں کہیں کہ ذکر

ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے۔“

مجلس مولود کے منکرات میں سے ایک منکر تداعی بھی ہے جیسا کہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ”ہاں ذکر مولود میں بھی گو مندوب ہے مگر تداعی واہتمام اس کا کہیں سلف سے ثابت نہیں بدعت ہووے گا۔ (برائین قاطعہ ص: 53) اسی وجہ سے اپنے مضمون میں ہم نے بطور وضاحت کے یہ لکھا:

”ہم کہتے ہیں کہ جو محفل اور مجلس میلاد مستحب ہے وہ وہ محفل ہے جو (دیگر) منکرات کے ساتھ ساتھ تداعی سے بھی خالی ہو۔“

تداعی کی قید تو عبدالحفیظ مکی صاحب کو اپنے شیخ الشیخ کے قلم سے بھی اچھی نہیں لگتی ہمارے قلم سے کیا اچھی لگتی اس لئے طنز کرتے ہوئے اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

”آجناب کے اس انداز نے تو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آجناب (المہند) سے کئی طور پر متفق بھی ہیں یا نہیں؟ چونکہ حضرت اقدس سہارنپوری قدس سرہ کی (المہند) سے عبارات نقل کرنے کے بعد اعتراض یہ الفاظ اختیار کرنے (ہم کہتے ہیں کہ جو.....) یہ انداز نشاندہی کرتا ہے کہ آجناب کو حضرت اقدس سہارنپوری کا فیصلہ نامنظور ہے..... تو کیا آجناب واضح فرمادیں گے کہ (المہند علی المہند) کی اسی عبارت پر آپ کو اعتراض ہے یا اور مقامات پر بھی اعتراضات ہیں۔ براہ کرم۔ براہ کرم اس سے ضرور مطلع فرمادیں۔“

عبدالحفیظ مکی صاحب جو کہ عالم بھی ہیں اور پیر طریقت بھی ہیں ایسی نا انصافی کریں کہ وضاحت کو اعتراض کہہ دیں اور اپنے شیخ الشیخ کی بات بھی نہ سنیں بلکہ بات کا رخ ہی پلٹ دیں۔ اس پر اس کے علاوہ اور کیا کہیں۔

ایں کار از تو آید
و مرداں چنیں کند

جناب صوفی اقبال صاحب کے رجوع کی حقیقت

نثار احمد حسینی صاحب اپنے رسالہ قضیہ کا خاتمہ ص 10 پر لکھتے ہیں ”حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب نے ان حالات کے علم میں آنے اور اپنے مخلصین کے توجہ دلانے پر وفات سے ایک سال پہلے ہی ان اختلافی امور اور اپنے متعلق ان افواہوں کی وضاحت کرتے ہوئے اظہار براءت اور اعلان رجوع فرما دیا تھا۔ چنانچہ 6 ربیع الثانی 1420ھ مطابق 20 جولائی 1999ء کو اپنی آخری وصیت میں لکھا۔

”ہمارے موجودہ بہت آسان لیکن بہت اہم کام جس کو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے مرض الموت میں اختیار کیا میں کسی قسم کی بدعت اور شرک کا طرز اختیار نہ کرے۔ اگر کسی نے ایسا کوئی کام کیا تو ہم اس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں (ص 3)۔

”اسی لئے میں کہتا ہوں کہ ہمارا کوئی کام یا خیال حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا) رحمہ اللہ کے مزاج کے خلاف نہیں بلکہ ان کے خیالات کے عین مطابق ہے اور میں ان کا جامد مقلد ہوں (ص 11)

رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب اور کتاب اصلاح مفاہیم کی نشر و اشاعت بلکہ تصنیف و ترجمہ میں اصل محرک جناب صوفی اقبال صاحب کی ذات ہی ہے۔ ان تحریروں کی رو سے جب حضرت شیخ الحدیث خود ہی امہات البدعات کے مرتکب تھے اور بریلوی جماعت بھی اہلسنت میں شامل ہے تو صوفی اقبال کی اس تحریر و وصیت کو رجوع قرار دینا انتہائی تعجب کی بات ہے۔ آخر پتہ تو چلے کہ صوفی اقبال صاحب سے کیا غلطی ہو گئی تھی جس کا اعتراف کر کے انہوں نے اس سے رجوع کیا۔ وہ اپنے شیخ کے جامد مقلد تھے جب کہ ان کے مطابق ان کے شیخ پکے بدعتی تھے (العیاذ باللہ) اس پر صوفی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم بدعت و شرک سے براءت کا اظہار کرتے ہیں ایسا ہی ہے جیسا کہ بریلوی حضرات شرک و بدعت سے اپنے بری ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

انتباہ

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے ان خلفاء کی بدعت نوازی پر ان کے متوسلین اور مریدین کو جناب صوفی اقبال صاحب کی آخری وصیت کے ان الفاظ پر ضرور غور کرنا چاہئے۔

”دینی لحاظ سے اگر شیخ کے اعمال شرک اور بدعت والے ہوں یا وہ کسی گناہ پر مصر ہو تو ایسے شیخ میں دین کی خرابی ہے جس سے تو بیعت ہونا ہی جائز نہیں اور اگر ناواقفیت سے بیعت ہو گیا تو اسے بیعت توڑ دینی ضروری ہے (ص 2)